اَلْأَحَادِيْثُ وَالْآيَاتُ فِيْ إِثْبَاتِ الْكَرَامَاتِ
کرامات کے ثبوت میں احادیث وآیات
تصنیفِ لطیف
حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
www.faizahmedowaisi.com
uwaysi books

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ امام المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

الحمد للّٰه الذی کرم ابناء آدم علی المخلوقات بأنوار خلافته وشرفهم أسرار کرامته لا ملجاولا منجا الا إليه هو الأول والآخر والباطن و احاط کل شی بفیوضاتِ تجلیات ولا یعزب عنه شی فی الارضِ ولا فی سماء هو الذی یصور فی الارحام کیف یشاء لااله الا الله وحده و لاشریک لهُ الملک و لهُ الحمد وهو بکل شی علیم وصلی اللّٰه تعالیٰ و بارک و سلم علی رسوله الذی بعث رحمةالعالمین و بالمومنین روف رحیم۔ اولیاء امته کأنبیاء بنی اسرائیل فی الکراماتواله فی السلام الالهیة والاسرار الحقیقة و سائر الفضائل المتعلقة بالبنوة والکرامات و علی آله اصحابه مراکز العلوم النبویة دینیا بیع الاسرار الخفیة و مظاهر و بیناته

فقیر سراپا تقصیر ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ رب العالمین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ نے سیدنا و مولانا وبارک ان وملجا المین و محبوب سید المرسلین سید جمیع الاولیاء الکاملین سیدنا محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر الجیلانی القطب الربانی رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت متعلقہ بھر یہ احیائے اموتی (یعنی بڑھیاکی عرصہ دراز کی مردہ بارات کو زندہ کیا) پر رسالہ لکھا جسکا عرفی نام "بڑھیا کا بیڑا" ہے۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی برکت سے یہ رسالہ خوب کامیاب رہا۔ بعد کو ارادہ ہوا کہ کرامت کو جامع طریق پر عوامِ اہل اسلام کو پیش کیا جائے یعنی ایسی کتاب سامنے لائی جائے جو صحابہ کرام واہلبیت عظام اور جملہ اولیاء ذی احترام کی کرامات پر مشتمل ہو۔ الحمدللہ اس میں بھی کامیابی ہوئی کہ فقیر نے یہ مجموعہ تیار کر لیا اسکا مقدمہ ضروری تھا اس لئے مقدمہ پہلے پڑھ لیجئے۔

مقدمه

دورِ سابق میں "معتزلہ" کراماتِ اولیاء کے منکر تھے۔ انکے مقابلہ میں اہلسنت کا عقیدہ تھا اور ہے کہ کراماتِ اولیاء حق ہے اور اولیاء سے کرامات کا ظہور عقلاً جائز اور نقلاً واقع ہے۔ عقلاً جواز تو اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نزدیک یہ امر کوئی محال نہیں بلکہ ممکن ہے جیسا کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا اظہار ہونا ممکن۔ یہی مذہب مشائخ، عارفین و اصولین اور فقہاء و محدثین کا ہے۔ ان کی تصانیف "شرق سے غرب" تک اور عرب سے عجم تک اس مذہب کو صاف صاف بتلا رہی ہیں۔

فائدہ﴾ مذہب صحیح مختار یہ ہے کہ جو شے معجزہ ہو سکتی ہے۔ وہ کرامت بھی ہو سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس معجزہ سے کفار کا معارضہ اور مقابلہ نہ کیا گیا ہو۔ اب یہ اعتراض واقع نہ ہوگا کہ قرآن شریف بھی کسی ولی کی کرامت ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن شریف سے معارضہ کیا گیا ہے اور ایک شے کے معجزہ اور کرامت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معجزہ اور کرامت دونوں متمیز (جُدا) نہ رہیں کیونکہ معجزہ میں ضروری بات یہ ہے کہ نبی علیہ السلام اسے ظاہر کرے اور کرامت میں ضروری یہ ہے کہ ولی اسے چھپائے۔ لیکن ضرورت کے وقت یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے بعد یا غلبۂ حال میں یا مریدین کے عقیدے کی تقویت کیلئے ولی کو اظہارِ کرامت جائز ہے۔ چنانچہ بعض اولیاء سے مروی ہے کہ انھوں نے آسمان کی طرف پیالہ بلند کر کے شہد بھر کر ایک مرید کے منہ میں

بھر دیا اور مروی ہے کہ ایک کامل ولی نے ایک شخص کو ہزاروں کوس کے فاصلے سے کعبہ دکھایا اور ایک دوسرے عارف نے ایک منکر کو کعبہ کا طواف کرادیا اور ہم نے محقّق اور معتبر طور سے سنا ہے کہ بہت سے لوگوں نے بچشم خود دیکھا کہ خود کعبہ شریف اولیاء کرام کی ایک جماعت کا طواف کررہا ہے جن لوگوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا ہے اُن میں سے ایک کی میں نے بھی زیارت کی ہے۔ اس کے سوا اور بھی بہت سی کرامات ہیں کی جنکا ذکر اس مختصر رسالہ میں سما نہیں سکتا۔

﴿قرآن مجید﴾

قرآن پاک کی بہت سی آیتوں سے ثابت ہے اور حدیث وآثار بے شمار ہیں۔

(۱) قرآن پاک میں حق تعالیٰ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے قصے میں فرماتا ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ(37) (پارہ ۳،سورۃ آلِ عمران، آیت ۳۷)

ترجمہ﴾ "جب ذکریا (علیہ السلام) اُس کے پاس اُس کی نماز کی جگہ جاتے۔ اُسکے پاس نیا رزق پاتے۔ کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں یہ اللہ کے پاس سے ہے۔ بیشک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔" اور حضرت مریم علیہ السلام ہی کے قصے میں یہ بھی وارد ہوا ہے:

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا(25) (پارہ ۱۶، سورۃ مریم، آیت ۲۵)

ترجمہ﴾ اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی۔

(۲) "سورہ کہف" کی آیات جن میں حضرت موسیٰ وخضر علیہم السلام کا قصہ مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیسے کیسے عجائبات دیکھے اور علاوہ اسکے حضرت ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا قصّہ ہے جو "سورہ کہف" کے آخر میں مذکور ہے۔[1]

(۳) سورۃ نمل میں حضرت آصف بن برخیاص رضی اللہ عنہ کا قصّہ ہے کہ انھوں نے پلک جھپکتے میں بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا۔ اور یہ سب انبیاء نہ تھے اس لئے یہ قِصَص (قصّے) معجزات نہیں بلکہ کرامات ہیں۔[2]

﴿احادیثِ مبارکہ﴾

(۱) **صحیحین** میں جریج راہب کا قصہ آیا ہے کہ ایک شیر خوار بچے سے انھوں نے دریافت کیا کہ لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ وہ بول اٹھا میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔[3]

---

[1] الکهف: 60إلي 82

[2] الکهف: 20إلي 44

[3] (صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب إذا هدم حائطا فليبن مثله، 2/878، الحديث2350، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها، 4/1977، الحديث 2550، دار إحياء الكتب العربية)

(۲)حدیث شریف میں غار والوں کا قصّہ آیا ہے کہ غار کے منہ پر پتھر کی چٹان آ گئی تھی جب انھوں نے نیک اور خالص عمل یاد کئے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ سے دعا کی تو چٹان الگ ہو گئی اور وہ اس سے نجات پا گئے۔[4]

(۳)حدیث شریف میں ایک قصہ آیا ہے کہ ایک گائے پر ایک شخص نے بوجھ لادا تو وہ گائے اسکی طرف متوجہ ہو کر بولی کہ میں بوجھ لادنے کیلئے پیدا نہیں کی گئی میں تو کھیتی میں کام آنے کیلئے پیدا کی گئی ہوں۔لوگوں نے سن کر کہا سبحان اللہ کیا عجیب بات ہے کہ گائے بھی کلام کرتی ہے۔جب یہ بات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنی تو فرمایا یہ قصّہ بالکل صحیح ہے۔میں اور ابو بکر اور عمر اسکی تصدیق کرتے ہیں۔[5]

نوٹ﴾ یہ حدیث بھی صحیح مشہور ہے اور صحیحین میں مذکور ہے۔

(۴)حدیث صحیح متّفق علیہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انکے مہمان کا قصّہ مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ کھانے میں سے لقمہ ہم اٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ جاتا تھا حتیٰ کہ سب نے کھالیا اور سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر اپنی بی بی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن یہ کیا بات ہے اُنھوں نے کہا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے بھی خبر نہیں کیا ماجرا ہے مگر اتنا جانتی ہوں کہ یہ کھانا پہلے سے تین حصے زیادہ ہے۔[6]

(۵)حدیث شریف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلی اُمتوں میں محدّث(یعنی وہ لوگ جنہیں الہام ہوتا ہے)پیدا ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر(رضی اللہ عنہ)ہے۔[7]

(۶)روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقام پر لشکر بھیجا لشکر کے سردار "حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ "نامی ایک شخص تھے جب وہ لشکر وہاں گیا اور مقابلہ ہوا تو دشمن نے یہ فریب دیا کہ ایک پہاڑ کی کھوہ(غار)میں کچھ لوگ چھپا دیئے تاکہ وہ عین موقع پر کام آئیں۔جب میدان گرم ہوا اور قریب تھا کہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ دھوکہ کھاجائیں اور مغلوب ہوں کہ اتنے میں آواز آئی:

"يا سارية الجبل ،يا سارية الجبل"[8]

---

[4] (صحيح البخاري ،كتاب المزارعة ، باب إذا زرع بمال قوم بغير إذنهم وكان في ذلك صلاح لهم ، 822/2، الحديث2208 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب الرقاق ،باب قصة أصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الأعمال، 2099/4، الحديث 2743 ، دار إحياء الكتب العربية)

[5] (صحيح البخاري ،كتاب أحاديث الأنبياء ، باب حديث الغار ، 1280/3، الحديث3284 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، 1858/4، الحديث 2388 ، دار إحياء الكتب العربية)

[6] (صحيح البخاري ،كتاب المناقب ، باب علامات النبوة في الإسلام، 1313/3، الحديث3388 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414ھ/1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب الأشربة ، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، 1628/3، الحديث 2057 ، دار إحياء الكتب العربية)

[7] (صحيح البخاري ،كتاب فضائل الصحابة ، باب مناقب عمر بن الخطاب أبي حفص القرشي العدوي رضي الله عنه، 1349/3، الحديث3486 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414ھ/1993م)

(مسند الإمام أحمد ، باقي مسند المكثرين ، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 339/2، الحديث 8263 ، دار إحياء الكتب العربية)

[8] (جامع الأحاديث ،مسند العشرة، مسند عمر بن الخطاب، 49/27، الحديث29673 ، د حسن عباس زكي)

ترجمہ﴾اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار رہ۔

وہ یہ آواز سن کر ہوشیار ہوگئے۔ یہ آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ پڑھتے پڑھتے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ ادا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آواز ہزاروں کوس کے فاصلے پر پہنچادی۔

فائدہ﴾حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوئیں ایک تو یہ کہ لشکر کا حال انھیں اتنی دور سے معلوم ہو گیا دوسری آپ رضی اللہ عنہ کی آواز اتنا دور پہنچی۔

(۷) مُجملہ ان احادیث کے وہ حدیث بھی صحیح ہے جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ انھوں نے ابو سعد کے بارے میں بد دعا کی تھی تو وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے تو سعد (رضی اللہ عنہ) کی بد دعا لگ گئی۔[9]

(۸) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا کہ ان پر ایک عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ انھوں نے میری کچھ زمین غصب کر لی ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بولے "اے خدا (عزوجل) اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے زمین ہی میں قتل کر"۔ مرنے سے کچھ دن پہلے وہ اندھی ہوگئی۔ ایک دن کچھ ٹٹولتی پھر رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔[10] (بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔)

(۹) حدیث میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ بنت حارث بن نوفل جو راویہ ہیں کہتی ہیں کہ میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے کوئی اچھا قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے ہیں۔ حالانکہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکّہ میں کہیں انگور نہ تھے۔ تو یہ رزق تھا جو حق تعالیٰ نے انہیں دیا تھا۔[11]

(۱۰) حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد ہے کہ ایک رات یہ دونوں صاحب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیٹھے تھے اور رات بہت تاریک تھی جب خدمت سراپا برکت سے رخصت ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ قدرتِ باری تعالیٰ سے انکے آگے دو روشن چیزیں چراغ کی مثل جا رہی ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو ان میں سے ایک چراغ ایک کے ساتھ اور دوسرا چراغ دوسرے کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ اپنے گھر پہنچ گئے تو وہ روشن چیزیں نظروں سے غائب ہو گئیں۔[12]

(الجامع الصحيح للسنن والمسانيد، مناقب الشيخين أبي بكر وعمر رضي الله عنهما ، مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه ، 333/15، الحديث96445 ،تاريخ النشر :15082014)

[9] (صحيح البخاري ، أبواب صفة الصلاة ، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها في الحضر والسفر وما يجهر فيها وما يخافت، 263/1، الحديث722 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414هـ/1993م)

[10] (صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، 1231/3، الحديث 1610 ، دار إحياء الكتب العربية)

[11] (فتح الباري شرح صحيح البخاري ، كتاب المغازي ، باب غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة، 437/7، الحديث3858 ، دار الريان للتراث، سنة النشر : 1407هـ/1986م)

[12] (صحيح البخاري ، كتاب المناقب، باب سؤال المشركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر ، 1331/3، الحديث3440 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414هـ/1993م)

(۱۱)حدیثِ صحیح میں اس شخص کا قصہ وارد ہوا ہے جس نے بدلی میں آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کردو۔ پھر وہ بدلی کے ساتھ ساتھ گیا۔[13]

(۱۲)حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شیر نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ اور لوگ رستہ چلنے سے رُکے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا اس طرف گزر ہوا تو آپ نے شیر سے فرمایا کہ ہٹ جا۔ اُس نے دم ہلائی اور چل دیا۔ پھر لوگ چلے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈرادیتا ہے۔[14] (حیوٰۃ الحیوان ص3ج 1)

(۱۳)حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علابن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر جہاد کیلئے بھیجا جب یہ چلے تو راہ میں سمندر کا ایک ٹکڑا پڑا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے نام وسیلہ سے جنابِ باری تعالیٰ میں دعا فرمائی اور اللہ کا نام لے کر پانی پر چلے گئے اور دریا پار ہوگئے۔[15]

(۱۴)حضرت سلمان اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کے سامنے پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا کہ یکایک وہ پیالہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگا اور ان دونوں حضرات نے اسکی تسبیح سنی۔[16]

(۱۵)حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کرتے تھے اور وہ انکا سلام سنتے تھے۔ ایک دن انھوں نے کسی مرض کی وجہ سے داغ لگالیا اس دن سے ملائکہ کا سلام سننا موقوف ہوگیا اور ایک سال تک نہ سُنا ایک سال کے بعد پھر اسی طرح سُننے لگے۔[17]

(۱۶)حدیث شریف میں وارد ہوا کہ بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ میلے کچیلے اور بال غبار آلود رہتے ہیں اور جو کسی کے دروازے پر جائیں تو کوئی بات نہ پوچھے اور دھکے دے کر نکال دیں اور شان انکی یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اَڑ کر اللہ کی قسم کھابیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کو پورا کردیتا ہے۔[18]

فائدہ﴿ میں کہتا ہوں کہ اگر اثباتِ کرامات میں سوائے اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہ ہوتی تو یہی حدیث اس مقصد کے اثبات میں کافی ووافی تھی۔ اور اسی باب میں صحابہ اور تابعین اور دیگر متقدمین سے اس کثرت سے روایات منقول ہیں کہ حدِ شہرت اور تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور علماء نے اس باب میں سینکڑوں کتابیں تصنیف کی ہیں اور ہم عنقریب حضرت اُویس رضی اللہ عنہ کا قصہ اور دیگر بزرگانِ سلف وخلف کی حکایاتِ کرامات کے باب میں ذکر کریں گے۔

(مسند الإمام أحمد ، باقي مسند المكثرين ، مسند أنس بن مالك رضي الله عنه ، 138/3 ، الحديث 11996 ، دار إحياء الكتب العربية)

[13] (صحيح مسلم ، كتاب الزهد والرقائق ، باب الصدقة في المساكين ، 2288/4 ، الحديث 2984 ، دار إحياء الكتب العربية)

(مسند الإمام أحمد ، باقي مسند المكثرين ، مسند أبي هريرة رضي الله عنه ، 296/2 ، الحديث 7881 ، دار إحياء الكتب العربية)

[14] (حياة الحيوان الكبرى ، باب الهمزة ، الأسد ، 11/1 ، دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة: الثانية ، 1424هـ)

[15] (تفسير الرازي ، الكهف:9إلى12 ، 434/21 ، دار إحياء التراث العربي – بيروت ، الطبعة: الثالثة 1420 هـ)

[16] (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ، المهاجرون من الصحابة ، أبو الدرداء ومنهم العارف المتفكر الخ ، 224/1 ، مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر ، عام النشر: 1394 هـ 1974 م)

[17] (صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب جواز التمتع ، 899/2 ، الحديث 1226 ، دار إحياء الكتب العربية)

(شرح النووي على مسلم ، كتاب الحج ، باب جواز التمتع ، 358/8 ، الحديث 1226 ، دار الخير ، سنة النشر: 1416هـ / 1996م)

[18] (صحيح مسلم ، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها ، باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء ، 2191/4 ، الحديث 2854 ، دار إحياء الكتب العربية)

سوال﴾ صحابہ اولیاء اللہ سے قرب کے درجہ میں کہیں زیادہ تھے لیکن باوصف اس کمال کے جس قدر کرامات اولیاء اللہ سے منقول ہیں اتنی صحابہ سے منقول نہیں؟

جواب﴾ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے لوگوں نے پوچھا تھا کہ عبد اللہ! یہ کیا بات ہے حضراتِ صحابہ کرامت سے اس قدر کرامات منقول نہیں جتنی کہ اولیاء کرام سے ہیں تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ صحابہ کرام کے ایمان قوی تھے، انہیں اسکی احتیاج(ضرورت) نہ تھی کہ کرامات سے انہیں تقویت دی جاتی بخلاف اوروں کے کہ جیسے کوتاہ بین(کم نظر) سمجھتے ہیں کہ انکے ایمان میں اس قدر قوت نہیں اس لئے انہیں احتیاج(ضرورت) ہے کہ اظہارِ کرامات سے یقین اور ایمان کو قوت دی جائے۔ [19]

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کیا لطیف بات فرمائی اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ بعض بزرگانِ دین جو دنیوی اسباب کو بڑی شدّومد(سختی) سے اختیار کرتے ہیں یہ دلیل انکے نقص کی نہیں ہوسکتی بلکہ یہ عین کمال ہے کیونکہ عبدیت کا مقتضاء(تقاضا) یہی ہے اور اسباب کا چھوڑنا ابتداء حال میں ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ

درنیابد حال پختہ ہیچ خام   پس سخن کوتاہ باید و السلام

فائدہ﴾ شیخ امام عارف باللہ محقّق شیخ الطریقت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات اور خوارق(خلافِ عادت باتیں) تو اسلئے بندہ پر کھولے جاتے ہیں کہ اسکا ضعیف یقین قوت پذیر ہوجائے اور جن لوگوں سے کرامات صادر ہوئی ہیں اُن سے اوپر ایک اور پاک گروہ ہے کہ ان کے قلوب سے حجاب اُٹھائے گئے ہیں اور ان کے قلوب روحِ یقین سے زندہ ہیں۔ اب انہیں خوارق و کرامات کی کچھ حاجت نہیں اور نہ آیات و قدرت کی ضرورت ہے اس لئے یہ کرامات صحابہ رسول رضی اللہ عنہم اجمعین سے بہت کم منقول ہیں اور متاخرین مشائخ سے بہت۔ وجہ یہ ہے کہ صحابہ کے قلوب منور تھے۔ ان کے امور عادیہ عبادت بن گئے تھے۔ ان کے قلوب کے آئینے صیقل(صاف شفاف) ہوگئے تھے۔ ان کے نُفُوس پاک تھے۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے نور حاصل کرتے تھے، نُزولِ وحی کا مشاہدہ کرتے تھے۔ فرشتوں کی آمدورفت انکے سامنے ہوتی اس لئے وہ کرامات وخوارق اور آیات و قدرت سب سے مُستَغنی(بے پرواہ) تھے۔ جو یقین کے اس درجے کو پہنچ جاتا ہے وہ تمام حکمت میں ایسی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے کہ دوسروں کو وہ آیات وقدرت نظر آتی ہے اور لوگ آیات و قدرت کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں کیونکہ وہ مَحجُوب(حجاب میں) ہیں اور انکا یقین انہی آیات سے قوّت پاتا ہے اور یہ لوگ کھلی آنکھوں سے ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں اس لئے انہیں کچھ تعجب و حیرت نہیں ہوتی۔ [20]

اقسامِ کرامات: اولیاء اللہ سے طرح طرح کی کرامات کا صُدُور(ظاہر) ہوتا ہے۔ غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ زمین کی طنابیں(رسیاں) انکے لئے کھینچ لی جاتی ہیں۔ شے کی ہیئت بدل جاتی ہے۔ مثلاً مٹی کا سونا ہوجانا وغیرہ۔ جو باتیں دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں وہ ان پر کُھل جاتی ہیں۔ بعض اوقات ہونے سے پہلے انہیں معلوم ہوجاتا ہے اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا ثمر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع زیادہ کرتا ہے اسے قرب و عبودیت زیادہ ملتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (پارہ ۳، سورۃ آلِ عمران، آیت ۳۱)

---

[19] (جامع كرامات الأولياء للنبهاني، مسألة في أن الولي هل يعرف نونه وليا؟، 32/1، دار الكتب العلمية، 2014)

[20] (عوارف المعارف للسهروردي، الباب الثالث في بيان فضيلة علوم الصوفية، والإشارة إلي أنوذج منها، ص25، دار الكتب العلمية، 2015)

ترجمہ﴾ اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

فائدہ﴾ اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تمتہ (حاصل) ہے۔ کیونکہ یہ کرامتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے کرامت ولی کی اسکے رسول کی حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ ہر پیغمبر کے بعد انکے متبعین (اتباع کرنے والے) ایسے ہوئے ہیں کہ ان سے کرامات او خوارقِ عادات صادر ہوئے ہیں۔

فائدہ﴾ امام ابو قاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ولی کی کرامت اسکے پیغمبر کے معجزات میں شمار کی جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کبھی تو اس طرح ہوتی ہے کہ اسکی دعا مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی فاقہ میں کھانا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر ظاہری سبب کے ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پیاس میں پانی مل جاتا ہے اور کبھی تھوڑی دیر میں بہت سی مسافت طے ہو جاتی ہے اور کبھی کسی دشمن سے نجات دے دیتے ہیں اور کبھی غیب سے آواز سنتے ہیں اور اس قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہیں سرزد ہو جاتے ہیں۔[21]

سوال﴾ اگر کوئی پوچھے کہ کرامات اور سِحر (جادو) میں کیا فرق ہے؟ ہمیں تو بظاہر کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔

جواب﴾ محقّقین عارفین نے فرمایا ہے کہ کرامت اور سِحر میں بڑا فرق ہے۔ سِحر تو فاسق، فاجر، بددین اور کفار اور جو احکامِ شریعت اور متابعتِ سنّت سے روگردانی کرنے والے ہیں وہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور کرامت کا ظہور اولیاء اللہ کے ہاتھوں ہوتا ہے اور اولیاء کی شان ہے کہ وہ احکام اور آدابِ شرعیہ میں بڑے درجے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ نیز سِحر کارد ہو سکتا ہے کرامت کارد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ منجانب اللہ ہے۔

منکرینِ کرامات:

(۱) بعض تو ایسے ہیں کہ اپنے زمانے کے اولیاء کا انکار کرتے ہیں اور پہلے زمانے کے اولیاء (جیسے معروف کرخی، سہل اور جنید بغدادی رضی اللہ عنہم) کی کرامات کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو انکی مثال شیخ ابو الحسن رضی اللہ عنہ نے خوب بیان کی ہے۔ فرمایا ان لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے یہود موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پایا مگر موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کو نہیں پایا۔[22]

(۲) بعض کہتے ہیں بیشک اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ ان سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے لیکن اپنے زمانے کے اولیاء اللہ سے کسی کی تعیین (مخصوص) نہیں کرتے تو یہ لوگ بھی محروم ہیں۔ کیونکہ جب کسی کا اقرار نہیں کرتے تو کسی سے بھی انہیں فیض نہیں ہو گا۔ اے اللہ! "ہم توفیق اور حُسنِ خاتمہ کا اپنے اور اپنے مشائخ اور تمام اُمتِ محمدیہ کے لئے سوال کرتے ہیں اور انکار سے بچنے کی درخواست کرتے ہیں۔" (آمین)

---

[21] (جامع کرامات الأولياء للنبهاني، مسألة في أن الولي هل يعرف نونه وليا؟، 27/1، دار الكتب العلمية، 2014)

[22] یہ دلیل اس لئے کافی ہے کہ کرامتِ ولی سے جس شے کا ظہور ہوتا ہے اس کا کرنے والا ولی نہیں ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ ہے اور صرف ولی کے ہاتھوں اسکا ظہور ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ حق تعالیٰ کو سب قدرت ہے جو چاہے کرے مردے کو بھی زندہ کرے یا زندہ کو مار دے وغیرہ وغیرہ۔ (اُویسی غفرلہ)

(۳) بعض علماء سے کسی نے اولیاء کی کرامات کے بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔ ایسا کون ہے جو کرامت کا انکار کرتا ہے؟ کرامت کے اثبات کے لئے تو یہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ(14) (پارہ ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۱۴)

ترجمہ﴾ بیشک اللہ کرتا ہے جو چاہے۔

فائدہ﴾ جو شخص کراماتِ اولیاء کا انکار کرتا ہے۔ اُس پر سخت تعجّب ہے۔ کیونکہ کرامت کے بارے میں قرآنِ پاک کی بہت سی آیتیں اور احادیث صحیحہ اور صحابہ کے آثار اور سینکڑوں حکایات وارد ہیں جو کھلم کھلا بزرگانِ دین، سلف وخلف سے صادر ہوئی ہیں اور حکایات تو اس کثرت سے منقول ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں۔

(۴) بعض منکرین ایسے بھی ہیں کہ اگر اولیاء اللہ کو دیکھ بھی لیں کہ وہ اپنی کرامت سے ہوا میں دوڑ رہیں ہیں تو کہیں گے کہ جادو ہے یا یہ بکواس کریں گے کہ یہ لوگ شیطان ہیں اور جو توفیقِ الٰہی سے ازلی محروم ہے وہ بے دیکھے تو امرِ حق کی تکذیب کرتا ہے مگر جب وہ ظاہری طور پر بھی دیکھ لے تب بھی انکار ہی کرتا ہے جیسا کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ(7) (پارہ۷، سورۃالانعام، آیت ۷)

ترجمہ﴾ اور اگر ہم تُم پر کاغذ میں کُچھ لکھا ہوا اُتارتے کہ وہ اِسے اپنے ہاتھوں سے چُھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کُھلا جادو۔

انتباہ﴾ غضب کی بات ہے کہ اولیاء اللہ کو بعض بدبخت شیاطین اور جادوگر کہتے ہیں (کیا دکھائی نہیں دیتا) کہ ان میں ذیل کی کیسی عمدہ اور پاکیزہ صفتیں موجود ہیں اور وہ ان صفات سے موصوف ہیں، مقرب ہیں، صالح ہیں، زاہد و عابد، صابر و شاکر، خائف و متّقی ہیں، متوکّل و راضی ہیں، عارف ہیں، بُری خصلتوں سے پاک، زیورِ خصائلِ حمیدہ سے آراستہ، اخلاقِ مولٰی سے پیراستہ، اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سرگرم، آدابِ شریعت اور اتباعِ سنّت سے مُزَیَّن (سجایا ہوا)، پستی سے معالی کے بالاخانوں پر چڑھنے والے، ہر حال میں اپنے مولیٰ کے ساتھ مشغول، دنیا بلکہ آخرت سے منہ پھیرنے والے، انہوں نے اپنے نفوس کو بقائے دائمی کیلئے مردہ کرڈالا، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بقائے دائمی بخشی، اللہ کا جمال و جلال ان کے قلوب پر متجلّی، اور یہ سب دولت انہیں اس لئے ملی ہے کہ انہوں نے خدا عزوجل کی راہ میں کماحقہ کوشش کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پارہ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت۶۹)

ترجمہ﴾ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ آیاتِ ذیل کے مورد اور مصداق یہی لوگ ہیں۔

(۱) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ(34) الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (پارہ۱۷، سورۃ الحج، آیت ۳۴ اور ۳۵)

ترجمہ﴾ اور اے محبوب (ا) خوشی سُنادو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔

(۲) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (2)

(پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۲)

ترجمہ ﴾ ایمان والے ہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے۔ اُن کے دل ڈر جائیں اور جب اِن پر اُس کی آیتیں پڑھی جائیں۔ اِن کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں۔

(۳) إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (پارہ ۱۴، سورہ نحل، آیت ۹۹)

ترجمہ: بے شک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

احادیث:

(۱) حدیث صحیح میں ہے کہ بعض ایسے بندے ہوں گے کہ وہ بے حساب جنت میں جائیں گے وہ لوگ ایسے ہیں جو نہ تعویز گنڈے (کالے جادو کے لئے) کرتے ہیں اور نہ کسی سے کراتے ہیں اور نہ بد فعلی کرتے ہیں بلکہ سب امور میں اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔[23]

تو دیکھو اس حدیث کے مصداق یہ لوگ ہیں یا اہلِ دُنیا۔

(۲) حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک مینڈھے کی کھال پہنے جارہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا دیکھتے ہو مصعب کی کیا حالت ہے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت نے ان کا یہ حال بنادیا ہے۔[24]

(۳) حدیث شریف میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اس طرح عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"[25]

اس حدیث کے مضمون کے پورے نمونے سے ظاہر ہے کہ یہی لوگ ہیں جو اپنے نفس کا ہمیشہ جائزہ لیتے رہتے ہیں۔

---

[23] (صحيح البخاري ،كتاب الطب ، باب من اكتوى أو كوى غيره وفضل من لم يكتو ، 2158/5، الحديث5378، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414ھ/ 1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب الإيمان ، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب ، 200/1، الحديث 220 ، دار إحياء الكتب العربية)

[24] (مسند أبي يعلى، مسند على بن أبي طالب رضي الله عنه ، 421/1، الحديث502 ، دار الحديث – القاهرة، الطبعة: الأولى، 1434ھ 2013م)

(یہ صحابی، مسلمان ہونے سے پہلے بڑے مالدار تھے جب مسلمان ہوئے تو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ان کی یہ حالت ہوگئی جو حدیث میں مذکور ہے۔ اُویسی غفرلہٗ)

[25] (صحيح البخاري ،كتاب المناقب، باب سؤال المشركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر ، 1331/3، الحديث3440 ، دار ابن كثير ، سنة النشر : 1414ھ/ 1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب تفسير القرآن ، سورة لقمان، باب قوله إن الله عنده علم الساعة، 1793/4، الحديث 4499 ، دار إحياء الكتب العربية)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سادگی اور بے تکلّفی اور فاخرہ (عمدہ) لباس چھوڑ دینا ایمان کی علامت ہے۔[26]

فائدہ انکے سوا اس قدر احادیث اور بزرگوں کے حالات ہیں کہ وہ اس امر کو بتلا رہے ہیں کہ جو مراتب علیہ قرآن پاک اور احادیثِ صحیح میں وارد ہیں ان کے مصداق ایسے ہی لوگ ہیں اور ان ہی لوگوں کی سعی قابل قدر ہے اور اللہ تعالیٰ انہی کی شان میں فرماتا ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پارہ۱۸، سورہ نور، آیت ۳۷)

ترجمہ وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔

جھوٹے لوگ اہلِ دنیا حریص اور دنیا پر گرنے والے کبھی بھی ان اوصاف کے مورد نہیں ہوسکتے یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر دو بھیڑیئے بکریوں کے ایک گلّہ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا فساد نہ مچائیں اور نہ مال کو تباہ و برباد کر دیں جتنا کہ آدمی کے دین کو مال کی حرص برباد کر دیتی ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى (۶) اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (۷) (پارہ۳۰، سورہ العلق، آیت ۶اور۷)

ترجمہ بے شک آدمی سرکشی کرتا ہے۔ اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا۔

بہر حال کراماتِ اولیاء حق اسلام کا قاعدہ کلیہ ہے اور کرامات کا منکر گمراہ ہے۔ ان کا صدور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ہوا، اسکی تفصیل فقیر کی تصنیف "کراماتِ صحابہ" میں ہے۔

قاعدہ کلیہ دراصل کرامت و معجزہ ظہورِ قدرتِ الٰہی ہے اگر اسکا ظہور اللہ تعالیٰ ہے تو اسکا نام "معجزہ" ہے اور اگر ولی اللہ سے ہے تو اسکا نام "کرامت" ہے اور ولی اللہ کی کرامت اسکے نبی علیہ السلام کا معجزہ تصور ہوگا جیسے حضرت آصف بن برخیار ضی اللہ عنہ کی کرامت حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ کہلائیگی۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کا رسالہ "بڑھیا کا بیڑا" اور "غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت" میں دیکھئے۔

فقط

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

---

[26] (مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني، 2/1245، الحديث4345، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)